سوال

(47) اول شب میں تراویح پڑھنا اور آخر شب میں وتر پڑھنا

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

رمضان مبارک میں بعض لوگوں کا یہ طرز عمل ہے کہ وہ اول شب میں تراویح ادا کرلیتے ہیں مگر وتر نہیں پڑھتے ۔ پھر آخر شب میں اٹھ کر تہجد پڑھتے ہیں اور اسی کے ساتھ وتر بھی ۔ کچھ لوگ اس پر معترض ہیں وہ کہتے ہیں کہ :

(الف) رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کو جو تین دن تراویح کی نماز پڑھائی تھی اس کے متعلق حضرت جابر کے یہ الفاظ صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی شہر رمضان ثمان رکعات فأوتر سے ظاہر یہی معلوم ہوتا کہ تراویح کے ساتھ ہی آپ ﷺ نے وتر بھی پڑھ لی تھی ۔ لہذا یہ طریقہ کہ تراویح پڑھ کر وتر نہ پڑھی جائے بلکہ اس کو تہجد کے ساتھ اخیر رات میں پڑھا جائے اس کے خلاف معلوم ہوتا ہے ؟

(ب) حضرت عائشہ سے خاص رمضان کے متعلق سوال کیا گیا کہ رسول اللہ ﷺ کی نماز کی کیفیت کیا تھی ؟

توانہوں نے کہا کہ : آنحضرت ﷺ کی نماز رمضان ہو یا غیر رمضان (عموما) گیارہ رکعت مع وتر سے زیادہ نہیں ہوتی تھی ۔ معلوم ہوا کہ رمضان میں بھی آپ ﷺ کے قیام اللیل کی کل رکعتیں صرف گیارہ ہوتی تھیں پس مذکورہ بالا طرز عمل اس حدیث کے خلاف بھی ہے ۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

(ج) جب تہجد اور تراویح درحقیقت دونوں ایک چیز ہیں تو پھر اول شب میں پڑھ لینے کے بعد آخر شب میں دوبارہ پڑھنا گویا ایک ہی نماز کو دو مرتبہ پڑھنا ہے ۔ اور یہ بروایت ابن عمر ممنوع ہے ۔ حیث قال : سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول : لا تصلو صلوۃ فی یوم مرتین (ابوداود)

اب سوال یہ ہے کہ کیا معترضین کے یہ استدلالات صحیح ہیں ؟ اور ان استدلات کی بنا پر مذکورہ بالا طرز عمل ناجائز یا خلاف اولیٰ کہنا ٹھیک ہے ؟ اگر ٹھیک ہے تو پھر اس باب میں افضل صورت کیا ہے ؟ مکتوب

ج : حنفیہ وشافعیہ وغیرہ کے نزدیک تہجد اور تراویح کے درمیان مصداق اور مفہوم دونوں اعتبار سے فرق ہے ۔

العرف الشذی 1/234 (تقریر ترمذی انور شاہ مرحوم) وبین التراویح والتہجد فی عہدہ علیہ السلام لم یکن فرق فی الرکعات بل فی الوقت والصفة ای التراویح بالجماعة فی المسجد بخلاف التہجد

وإن الشروع فی التراويح يكون فی أول الليل وفی التهجد فی آخر الليل انتہی ہوسکتا ہے کہ جولوگ اول شب میں تروایح ادا کرتے ہیں اور آخر شب مین تہجد اوراس طرح تروایح اور تہجد کے درمیان جمع کرتے ہیں وہ قائلین فرق کے ہم خیال ہوں ۔ قائلین فرق بین التراویح والتہجد کہتے ہیں کہ حضرت جابر کی حدیث مذکورہ فی السوال ضعیف (آثار السنن اللنیموی وغیر ذلک من کتب الحنفیہ) اور حضرت عائشہ کی حدیث میں تہجد کا بیان ہے نہ تروایح کا ۔ ہذا لجھود میں ہے :

یشکل ہذا رای حدیث عائشہ المشار الیہ فی االسوال بصلوۃ التراویح فانہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلث لیال تم ترکہا فرضیتہا والجواب عنہ : أن ہذا الحدیث لاتعلق لہ بالتراویح لانفیا ولااثباتا فکانہا صلاۃ اخری والاستدلال بہذا الحدیث علی ان التروایح ثمان رکعات لغو ہکذا کتب مولانا محمد یحیی الرحوم من تقریر شیخہ انتہی ویعنی بشیخہ الشیخ رشید احمد : کنکوہی وقال القاري قولہ فی رمضان اي في لیالیہ وقت التہجد فلاینافیہ زیادۃ فصلاہا بعد صلوۃ العشاء من صلوۃ التراویح انتہی مرقاۃ

قلت : حدیث جابر لیس بضعیف بل ہو حسن وقدرد شیخنا فی شرح الترمذی وغیرہ من عملاء اہل الحدیث فی تصانیفہم علی من رام تضعیفہ من الحنفیۃ واما حمل الکنکوہی والقاري حدیث عائشہ علی غیر التراویح فہو تصانیفہم علی من رام تضعیفہ من اا لحنفیۃ والشافعیۃ ممن مضی کماسیاتی فلایلتفت الی ماقالا بہ اور عبداللہ بن عمر کی حدیث مذکور فی السوال ان کے مذہب پر مذکور بالاطرز عمل کے مخالف نہیں ہے وہو ظاہر لمن لہ ادنی تامل ہمارے نزدیک تراویح اور تہجد کے درمیان فرق کرنا یعنی دونوں کا مصداق الگ الگ بتانا صحیح نہیں لانہ مخالف للاحادیث الصحیحۃ اور اگر بالفرض دونوں درمیان باعتبار مصداق کے فرق ہو بھی تو رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام سے تراویح اور تہجد کے درمیان جمع کرنا کسی ضعیف روایت سے ثابت نہیں خود قائلین فرق کو بھی اس کا اقرار ہے ۔ العرف الشذي (1/234) میں ہے فلم یثبت فی روایۃ من الروایات انہ علیہ والسلام صلی التراویح والتہجد علحدۃ فی رمضان بل طول التراویح (الی ان قال فی بیان معنی قول عمر : والتی تنامون عنہا خیر مماتقومون الخ ولا یتوہم ان مراد عمر ان یاتوبالتہجد ایضا فانہ لم یثبت عنہ علیہ السلام ولا عن الصحابۃ جمعہم بین التراویح والتہجد انتہی :

میرے نزدیک : تہجد ۔ صلوۃ اللیل ۔ قیام اللیل ۔ قیام رمضان ۔ تراویح ۔ ان پانچوں کا مصداق ایک ہے ۔ غیر رمضان میں رسول اللہ ﷺ کی نماز تہجد ہوتی تھی ۔ وہی رمضان میں آنحضرت ﷺ کا قیام رمضان یعنی : تراویح ہوجاتی ۔

(2) آپ ﷺ نے تہجد رات کے اول وسط اور آخر تینوں حصوں میں ادا فرمایا ہے اور چوں کہ تہجد اور قیام رمضان (تراویح) دونوں ایک ہیں اس لیۓ تراویح بھی رات کے ہر حصہ میں ادا کی جاسکتی ہے ۔

(3) آں حضرت ﷺ نے خود تراویح اول شب کے بعد بھی بلکہ وسط شب کے بعد ادا کی ہے ۔

(4) اسی طرح آپ ﷺ نے تراویح باجماعت اور بغیر جماعت کے دونوں طرح ادا فرمائی ہے ۔

(5) ونیز مسجد میں بھی پڑھی اور گھر میں بھی اور صحابہ کو جماعت کے ساتھ یا انفراد گھر میں تراویح پڑھنے کی تاکید فرمائی ۔ ارشاد ہے : فصلوأیہا الناس فی بیوتکم فان أفضل صلوۃ المرء فی بیتہ (1)

(6) غیر رمضان میں تہجد بھی آپ ﷺ نے باجماعت ادا فرمایا ہے ۔ ان تمام دعووں پر دلائل حدیثیہ معتبرہ قائم اور موجود ہیں ۔ یہاں تفصیل کی گنجائش نہیں ۔ ولولا ضیق النطاق لاتینا بہا جمیعا

اصل سوال کا جواب : اگر کوئی شخص اول شب میں جماعت کے ساتھ یا اکیلا آٹھ رکعت اور کبھی دس رکعت یہ سمجھ کر پڑھے کہ رسول اللہ ﷺ سے رمضان کی تراویح مسنون (قیام رمضان جس پر مخصوص ثواب کا وعدہ کیا گیا ہے) ادا ہوجائیں گی لیکن ثواب موعود مخصوص کے علاوہ محض مزید ثواب حاصل کرنے کی نیت سے آخر شب کو افضل سمجھ کر اس میں بھی کچھ نوافل (جن کے بارے میں اس کو اختیار ہے کہ پڑھنے یا نہ پڑھے اور جو موکد نہیں ہیں) ادا کرے بشر طیکہ اول شب میں پڑھی ہوئی رکعتوں کو تراویح اوران زوائد نوافل کو تہجد نہ سمجھے تو اس کا یہ طرز عمل ناجائز ہوگا اور نہ مکروہ ۔ اس طرز عمل کے ناجائز یا خلاف اولیٰ ہونے پر مذکورہ بالا ہر سہ استدلال مخدوش ہے ۔

(الف) حضرت جابر کی حدیث مذکورفی السوال میں لفظ : صلی فاوتر سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے وتر تراویح کے بعد بلاتاخرو توقف ادا فرمائی ۔ لیکن یہی حدیث قیام الیل للمروزی میں بایں لفظ مروی ہے : صلی رسولال اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی رمضان ثمان رکعات ثم اوترا اورحافظ زیلعی نے نصب الرایہ تخریج ہدہیہ میں بایں لفظ نقل کیا ہے : فصلی ثمان رکعات واوتر

ظاہر ہے کہ یہ الفاظ تراویح کی آٹھ رکعتوں کے ساتھ بلاتوقف وتاخیر وتر ادا کرنے پر نہیں دلالت کرتے اوراگر یہ ثابت بھی ہوجائے کہ آں حضرت ﷺ نے بلاتاخیر اورکسی شفع کے ذریعہ فصل کیئے ہوئے بغیر تراویح کے ساتھ وترادا کرلی تھی تومذکورہ طرز عمل ہوجائے اس حدیث کے خلاف نہیں ہوگا کیوں کہ یہ نوافل بھی تراویح کا ہی حصہ ہیں ۔ اوراس کے حکم میں ہیں ۔ مگراس طرح کہ پڑھنے والاان کے بارے میں میں مخیر ہے گویایہ نوافل تراویح سے خارج اوراس کے علاوہ نہیں ہیں بلکہ اس کے اجزازوائد ہیں پس اس شخص کی وتر بھی تراویح کے ساتھ بغیر توقف کے ادا ہوئی یہ نوافل تراویح سے الگ نہیں ہیں.بجائے تراویح کے تہجد کے ساتھ وتر کاادا کرنالازم آئے کیون کہ رمضان میں تراویح اور تہجد دونوں ایک ہیں یہاں زیادہ سے زیادہ یہ بات پائی گئی کہ اس نے تراویح کے کچھ حصہ اول آئے کیونکہ رمضان میں تراویح سے الگ تہجد نہیں ہیں.بجائے تراویح کے تہجد کے ساتھ وتر کاادارکرنا لازم آئے کیوں کہ رمضان میں تراویح اور تہجد دونوں ایک ہیں زیادہ سے زیادہ یہ بات پائی گئی کہ اس نے تراویح کے کچھ حصہ کواول شب میں اداکیا اورکچھ حصہ کوزائد اورنوافل کے درجہ میں غیر موکد ہے آخر شب میں اداکیا وھذالاباس بہ اس حدیث سے اعتراض توان لوگون پر پڑے گا جوتراویح اور تہجد میں فرق کریں اوراول شب کی رکعتوں کوتراویح اورآخر شب کی نوافل کو تہجد سمجھیں اوروترکوتراویح کے بجائے تہجد کے ساتھ ادا کریں ۔ وہذالم نقل بہ فلایرد علینا ۔

ونیز حضرت جابر کی حدیث میں طریق عمل مذکور ہے یہ اس شخص کےلئے ہے جواول شب میں تراویح یاتہجد پڑھنے پریہ اس شخص کےلئے ہے جواول شب میں تروایح یا تہجد پڑھنے پر اکتفا کرے بخلاف اس شخص کے جوتروایح یاتہجد کی کچھ رکعتیں اول شب میں اداکرنا چاہے اورکچھ آخر میں توایسے شخص کےلئے (اجلعو آخر صلوتکم بالیل وتر (بخاری کتاب الوترباب لیجعل آخر صلوتہ وترا12/12) کی روسے وتر موخر کرکے آخر شب کی نوافل کے بعد ادا کرنا اولی افضل ہے ۔ ونیز حدیث جابر سے زیادہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ آں حضرت ﷺ کی وتر جس قدر تطوع آپ کواداکرنا تھا اس سے متصل تھی یعنی : آپ نے اس کو موخر نہیں کیاتھا ۔اب جوشخص آخر رات میں نفل ادا کرکے وتر پڑھے اس کی وتر بھی تطوع سے موخر نہیں ہوگی ۔ فلامخالفۃ بین فعلہ ومایدل علیہ حدیث جابر

ونیز حضرت جابر کی حدیث تروایح کی آٹھ رکعتوں کے ساتھ بغیر توقف وتاخیر کے وترپڑھنے کے وجوب پر نہیں دلالت کرتی کہ مذکورہ طرز عمل کوناجائز کہا جائے ۔

(ب) حضرت عائشہ حدیث میں بلاشک وشبہ تراویح کا ہی بیان ہے ملاحظہ ہوفتح القدیر لابن الھمام الحنفی 11/198 نصب الرایہ للزیلعی الحنفی 2/153 موطا امام مالک (261 ص :88) العرف الشذی للمولوی انورشاہ الحنفی 1/234 معرفۃ السنن للبیھقی الشافعی 4/495 صلوۃ التراویح للسیوطی الشافعی ص 19 فتح الباری للحافظ ابن حجر الشافعی 4/25/عمدۃ القاری للعینی الحنفی 11/162 عارضۃ الحوذی لابن العرجی المالکی 4/21 فتح سر المنان (مخطوطہ) للمولوی عبدالحق الدہلوی الحنفی

لیکن یہ حدیث مذکورہ طرز عمل کے خلاف نہیں ہے ۔ خلاف اس وقت ہوتی جب گیارہ سے زائد رکعتوں کو جواخیر شب میں ادا کی جائیں رسول اللہ ﷺ کا طریقہ معمولہ اورسنت مسلوکہ اوراحادیث میں بیان کردہ مخصوص ثواب کا موجب اورباعث سمجھ کر پڑھا جائے ۔ اول شب میں معین رکعتوں کو پڑھ چکنے کے بعد آخر شب میں بھی نوافل پڑھنے والا تویہ سمجھتا ہے کہ تراویح کے بارے میں سنت نبوی ثابتہ پر آٹھ رکعت ادا کرنے سے عمل ہوگیا جو آپ اپنی جگہ پر کامل اوراکمل ہے اوروہ ان کے ادا کرنے سے ثواب مخصوص زیادہ ملے گے اورگیارہ سے زیادہ ممانعت یا کراہت بھی ثابت نہیں ہے محض زیادتی ثواب کےلئے وسط شب یاآخر شب میں کچھ اور نقل (بغیر تعین کے چاریاچھ یاآٹھ یادس یا بارہ علی ہذالقیاس) پڑھ لیتا ہے ۔ ظاہر ہے کہ یہ سمجھ کرپڑھنے میں نہ حدیث مذکورہ کی مخالفت ہے نہ ارتکاب ہے نہ ارتکاب مکروہ اورترک اولیٰ ۔ اس کی مثال توایسی ہے کہ احادیث میں بعض اذکار کے معین اعداد مخصوص عظیم اوراجر مذکور ہے اب اگرکوئی شخص اس بیان کردہ ثواب کےلئے اس عدد کوکافی سمجھتے اورحدیث میں اس عدد معین پر ذکر کردہ مخصوص ثواب ملنے کا یقین رکھتا ہو محض ثواب کےلئے اس ذکر کوچند باراورکہہ لے ۔ ظاہر ہے کہ اس طرز عمل کوحدیث کے خلاف نہیں کہاجائے گا نہ مکروہ اورخلاف اولی ۔ اس طرح یہاں بھی مذکور طرز عمل حدیث عائشہ کے خلاف نہیں ہوگا ۔

ونیز نسائی اورادادود کتاب قیام الیل باب نھی النبی ﷺ عن وترین فی لیلۃ 3/229) عَنْ قَيْسِ بْنِ طَلْقٍ، قَالَ : زَارَنَا أَبِي طَلْقُ بْنُ عَلِيٍّ فِي يَوْمٍ مِنْ رَمَضَانَ، فَأَمْسَى بِنَا وَقَامَ بِنَا تِلْكَ

اللَّيلَةِ، وَأَوتَرَ بِنا، ثُمَّ انحَدَرَ الٰی مَسجِدٍ فَصَلّٰی بِأَصحابِهِ حَتّٰی بَقِیَ الوِترُ، ثُمَّ قَدَّمَ رَجُلًا فَقالَ لَهُ: أَوتِر بِهِم، فَإِنِّي سَمِعتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ یَقُولُ: «لَا وِترانِ فِي لَیلَةٍ» (حدیث: 1679)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ تراویح کی معین (آٹھ) رکعتوں سے رکعتوں سے زائد نفل پڑھنے کو صحابہ اور تابعین ناجائز اور مکروہ اور خلاف اولی نہیں سمجھتے تھے۔ اور اس حدیث میں احتمال کہ تراویح مسنونہ کی بعض رکعتیں ایک جگہ قبل وتر کے اور بقیہ رکعتیں بعد وتر کے کسی مسجد میں ادا کیں بعید ہے ولا یترک الظاہر بالمحتملات البعیدۃ

(ج) حدیث ابن عمر بھی مذکورہ ہے طرز عمل کے خلاف نہیں ہے اس لئے حدیث مذکورہ میں صلوۃ سے مراد فریضہ ہے اور حدیث کا مطلب یہ ہے کہ فرض نماز ایک مرتبہ ادا کر لینے کے بعد دوبارہ فرض کی نیت اور جہت سے نہ دہرائی جائے (نیل 3/189) اور تراویح یا تہجد سنت ہے نہ فرض اور اگر صلوۃ کو عموم پر محمول کیا جائے تب بھی مخافت نہیں ہوگی کیونکہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ ایک ہی نماز کو دوبارہ نہ پڑھو چنانچہ نسائی میں یہی روایت: لا تعادا الصلوۃ فی یومین مرتین اور صحیح ابن حبان میں: نہانی ان نعید صلوۃ یوم مرتین (زیلعی 2/148) کے ساتھ مروی ہے اور آخر شب میں نوافل پڑھنے والے شب میں پڑھی ہوئی رکعتوں کا اعادہ نہیں کرتے بلکہ یہ رکعتیں تراویح کی سمجھ کر ادا کرتے ہیں لیکن نوافل زوائد کے درجہ میں، وہہنا وجہان آخران للرد علی من یظن المخالفۃ بین حدیث ابن عمر ہذا والعمل المذکور اعرضنا عن ذکرہا لما فیہما من التکلف والبعد عن الاصابۃ

خلاصہ جواب کا یہ ہے کہ اوپر بیان کردہ قید وشرط کے ساتھ کوئی شخص آخر شب میں نوافل پڑھے اور اس وقت وتر ادا کرے تو یہ طرز عمل ناجائز اور مکروہ نہیں ہوگا بلکہ کراہت جائز ہوگا۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ شیخ الحدیث مبارکپوری

جلد نمبر 2۔ کتاب الصیام

صفحہ نمبر 144

محدث فتویٰ